Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Theory of Ijtihad and Taqlid of Shah Wali Allah (A Research Study in the Light of Uqd Al-Jeed)

شاہ ولی اللہؒ کا نظریہ اجتہاد و تقلید (عقد الجید کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ)

Asghar Ali
PhD Scholars, MY University, Japan Road, Islamabad,
asgharmirza90@gmail.com

Mushtaq Ali
PhD Scholars, MY University, Japan Road, Islamabad

Abstract

Shah Waliullah harnessed literature and education to propagate his message, dispatching numerous students upon completing his training to promote peace and harmony among Muslims. He meticulously documented hundreds of forgotten books on Sunnah, deeds, and sayings, contributing not only to religious guidance but also providing political leadership to the Muslim community. In contrast to pleasure-seeking religious leaders of the past, Shah Waliullah displayed profound insight, instigating a political awakening. His visionary approach offered tangible leadership, steering Muslims away from downfall. Despite the prevalent closure of independent thought (Ijtihad) by Muslim scholars, Shah Waliullah initiated an Islamic reformation, focusing on the moral, theological, and ethical revival of Muslim society and politics in the eighteenth century. While supporting a moderate stance in jurisprudential matters, he favored Qur'anic

CC BY

verses over Hadith in disputes, adopting a balanced interpretation of the Qur'an and Sunnah. Shah Waliullah criticized blind faith in Hadith and mindless imitation of medieval imams (Taqlid-e-Jamid) while advocating for the continued practice of ijtihad, emphasizing its relevance for those possessing the necessary skills in Islamic sciences. His commitment to updating Sharia to align with contemporary society further underscores his pivotal role in the Islamic reformation of the eighteenth century.

Keywords: Shah Waliullah, Islamic reformation, Political leadership, Ijtihad, Qur'anic interpretation

مصنف کا تعارف: شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م1176ھ) کا پورا نام قطب الدین احمد اور کنیت ابو الفیاض ہے۔ لیکن آپ اپنے عرف "ولی اللہ" سے معروف ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ عبد الرحیم تھا جو کہ اپنے وقت کے جید اور فتاویٰ عالمگیری کی تصحیح و نظر ثانی کرنے والوں میں شامل تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت عمر فاروق جبکہ والدہ کی طرف سے امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے۔[1] آپ 4 شوال المکرم 1114ھ کو دہلی سے کم و بیش پچاس میل کی مسافت پر موجود قصبہ "پھلت" میں پیدا ہوئے جو ضلع مظفر نگر میں آتا ہے۔ شاہ صاحب نے اپنی تعلیمی سفر کا آغاز پانچ سال کی عمر میں گھر پر اپنے والد گرامی سے کیا اور انہی سے قرآن مجید کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور علم کلام سیکھا۔ دینی علوم کے علاوہ فلسفہ اور طب پر بھی دسترس حاصل کی۔ سترہ سال کی عمر میں بیعت و ارشاد کی اجازت حاصل کی اور اپنے والد کی مسند و ارشاد کو سنبھالا۔ یہاں سے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔

تصانیف: شاہ صاحب کی تصانیف کی تعداد سو سے زائد ہیں۔[2] لیکن ان میں چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ الفتح المنیر (فی غریب القرآن)	2۔ حجۃ اللہ البالغہ	3۔ عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید
4۔ الخیر الکثیر	5۔ التفہیمات الالٰھیہ	6۔ الدرر الثمین فی مبشرات النبی الامین
7۔ الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف	8۔ الفوز الکبیر	9۔ المسوی فی شرح الموطا
10۔ الارشاد فی مہمات علم الاسناد	11۔ فیوض الحرمین	12۔ البدور البازغہ (فی علم الکلام)
13۔ ازالۃ الخفا		

CC BY

کتاب کا تعارف: شاہ ولی اللہؒ کی یوں تو سارے تصانیف عمدہ ہی ہیں انہیں میں سے ایک تصنیف "عِقْد الجِيْد فِي اَحكام الاجتِهاد وَ التَّقْليد" ہے۔ عقد لغت میں ہار کو کہتے ہیں۔[3] اور جید گردن کو کہتے ہیں۔[4] عقد الجید یعنی گلے کا ہار یا مالا کو کہتے ہیں۔ اجتہاد و تقلید کے احکام میں گلے کی ہار۔ گویا یہ خوبصورتی سے تعبیر کی گئی ہے۔ عقد الجید شاہ ولی اللہؒ کی عربی زبان میں لکھی گئی کتاب ہے جس کا موضوع اجتہاد اور تقلید ہے۔ مكتبة السلفيه قاہرہ نے 1385ھ میں 36 صفحات میں اس کی اشاعت کی۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس کتاب کی تحریر کرنے کا مقصد کتاب کے آغاز میں حمد و ثنا کے بعد لکھا ہے۔

> هذه رسالة سميتها عِقْد الجِيْد فِي اَحكام الاجتِهاد وَ التَّقْليد حملني على تحريرها سؤال بعض الاصحاب عن مسائل مهمة ذالک الباب[5]
>
> یہ رسالہ جس کا نام میں نے "عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید" رکھا ہے اس کی تحریر پر مجھے چند دوستوں کی اس موضوع کی بابت اہم سوالات نے مجبور کیا۔

شاہ ولی اللہؒ کی کتب فارسی اور عربی زبانوں میں ہے لہٰذا قارئین کو عام فہم بنانے کے لئے اس کتاب کا اردو میں چند لوگوں نے ترجمے بھی کیے ہیں۔

کتاب کے تراجم: اس کتاب کے جو ترجمے تحقیق کے دوران مقالہ نگار کی نظر سے گزرے ہیں ان میں سے:

1۔ عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید، ترجمہ ڈاکٹر محمد میاں صدیقی، ناشر شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، طبع اول اپریل 2000ء، مطبع تراب المدینہ پریس، لاہور

یہ ترجمہ عام فہم اور جدید اسلوب کے مطابق ہے۔ 190 صفحات پر مشتمل اس ترجمے کو ڈاکٹر محمود احمد غازی کی خصوصی کاوشوں سے شریعہ اکیڈمی نے چھپوایا ہے اور انہوں نے ہی پیش لفظ لکھا ہے۔ ڈاکٹر غازی صاحب لکھتے ہیں:

> حضرت شاہ ولی اللہ کی لاتعداد علمی و فکری فتوحات کا ایک اہم میدان مسئلہ اجتہاد و تقلید بھی تھا۔ عملاً حنفی مسلک کے پیروکار ہوتے ہوئے مسئلہ اجتہاد میں ایک اعتدال کی راہ قائم کی۔۔۔ زیر نظر کتاب شاہ صاحب کے فاضلانہ رسالہ عقد الجید کا رواں اردو ترجمہ ہے جو مشہور محقق اور فاضل مولانا ڈاکٹر محمد میاں صدیقی کے قلم سے ہے۔[6]

2۔ اجتہاد و تقلید، ترجمہ ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی، ایم ایم آئی پریس نئی دلی س ن

یہ ترجمہ انڈیا میں بسنے والے ممتاز سکالر ڈاکٹر محمد فہیم اختر ندوی نے کیا ہے جس کا مقدمہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے لکھا ہے۔ یہ کتاب بھی عام فہم اور خوبصورت صفحہ بندی کے ساتھ ترتیب دی گئی ہے۔ پاکستان میں اس ترجمہ کو پروگریسیو بکس لاہور نے بھی 2019 میں شائع کیا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

3۔ سِلک مروارید، ترجمہ مولانا محمد احسن نانوتوی، مطبع مجتبائی دلی، 1309ھ

اس کتاب کو عقد الجید کے اولین ترجمے کی حیثیت حاصل ہے۔ گرچہ یہ کتاب میسر نہ ہوئی لیکن اس کتاب سے متعلق محمد ایوب قادری اپنی کتاب "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں لکھتے ہیں:

شاہ ولی اللہؒ کی کتاب عقد الجید کا ترجمہ سلک مروارید کے نام سے کیا۔ ترجمہ نہایت صاف اور آسان ہے حسب ضرورت تشریح ووضاحت بھی کی ہے۔

سِلک مروارید کا مطلب ہے موتیوں کا ہار۔ مولانا نانوتوی صاحب نے اس کتاب کا ترجمہ بھی عقد الجید کا فارسی زبان میں کیا ہے۔ اور اس ترجمہ کو شائع کرنے کے سال کے ساتھ اس کو اس طرح مصرع میں جوڑ دیا ہے:

سِلک مروارید[7] ہے دیکھا یہ زیبا ترجمہ [8]

سابقہ کام کا تحقیقی جائزہ:

1۔ آرٹیکل: عقد الجید از شاہ ولی اللہؒ تعارف و منہج، ڈاکٹر محمد علی ندیم و ڈاکٹر حبیب الرحمٰن، مجلہ القمر، جون 2019ء، شمارہ24، ایشو:1 صفحہ 195 تا 208

مذکورہ آرٹیکل میں شاہ ولی اللہؒ کی کتاب کے موضوعات کا مختصر تعارف اور اس کے منہج پر روشنی ڈالی ہے۔ اس آرٹیکل کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شاہ صاحب کے نظریات کے لئے مختلف فقہاء وائمہ کے فتاویٰ و نظریات کو بھی شامل بحث کیا گیا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کا نظریہ اجتہاد و تقلید

شاہ ولی اللہؒ کی زیر نظر کتاب عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید اصول فقہ میں ایک اہم کتاب ہے جس میں اجتہاد اور تقلید کے اہم ترین موضوع کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوا شاہ ولی اللہؒ نے اس کتاب کو دوستوں کی طرف سے پوچھے گئے اجتہاد و تقلید سے متعلق سوالات کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ شاہ صاحب نے اس کتاب کو پانچ ابواب میں ترتیب وار تقسیم کیا۔ پہلے باب میں اجتہاد کی حقیقت، شرائط و اقسام کو زیر بحث لایا۔ دوسرے باب میں مجتہدین کے درمیان اختلاف کے اسباب، مقامات اختلاف اور کتب اصول فقہ میں مذکورہ مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں چار بڑے فقہی مسالک کی تقلید اور ابن حزمؒ کی تقلید سے متعلق رائے اور اس پر محاکمہ کو شامل کیا گیا ہے۔ چوتھے باب میں فقہی مسالک کی تقلید میں اختلاف آراء کو بیان کرتے ہوئے تین فصول مرتب کیے ہیں۔ پہلی فصل میں مجتہد مطلق منتسب سے متعلق گفتگو ہوئی۔ دوسری فصل میں مجتہد فی المذہب اور تیسری فصل میں متبحر فی المذہب شاملِ بحث رہے ہیں۔ پانچویں اور آخری باب میں شاہ صاحب نے تقلید میں میانہ روی، اقسام مقلد، اور فتویٰ مجتہد کو قلمبند کیا ہے۔

حقیقت اجتہاد: کتاب عقد الجید بہت مختصر لیکن انتہائی جامع کتاب ہے اس کی ترتیب بہت منطقی ہے۔ اجتہاد کی حقیقت بیان کرتے ہوئے گویا اجتہاد کی تعریف یوں کی ہے:

OPEN ACCESS

استفراغ الجهد في إدراك الاحكام الشرعية الفرعية من أدلتها التفصيلية[9]

شریعت کے فروعی احکام کو ادلہ تفصیلیہ سے سمجھنے کے لئے کوشش کرنے کا نام اجتہاد ہے۔

ادلہ تفصیلیہ سے مراد چار ادلہ شرعیہ ہیں جن سے ایک مجتہد احکام شرعی کا استنباط کرتا ہے۔شاہ صاحب ان ادلہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الراجعة کلیاتها الی أربعة أقسام الکتاب والسنة والاجماع والقیاس[10]

کلی طور پر ان کا مراجعہ چار ادلہ ہیں:1۔قرآن 2۔سنت 3۔اجماع 4۔قیاس

قرآن و سنت تمام مسالک میں متفق علیہ ہے جبکہ اجماع اور قیاس میں فقہ حنفیہ اور فقہ جعفریہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔فقہ حنفیہ میں اجماع امت دلیل شرعیہ میں شامل ہے جبکہ فقہ جعفریہ میں صرف "اجماع محصل" حجت اور دلیل ہے۔اجماع محصل سے مراد امت کا وہ اجماع دلیل بن سکتا ہے جس کی بنیاد سنت ہو۔فقہ جعفریہ میں چوتھا اصول "قیاس" کی بجائے "عقل" ہے۔[11]

اجتہاد سے متعلق شاہ ولی اللہؒ کا موقف یہ ہے کہ اجتہاد کا دروازہ مسدود نہیں ہے آج بھی دروازہ اجتہاد کھلا ہے۔

ما يظن من أن المجتهد لا يوجد في هذه الازمنة اعتمادا على الظن الاول بناء على فاسد[12]

جو شخص گمان کرے کہ عصر حاضر میں مجتہد نہیں ہے وہ غلط اور فاسد نظریہ پر گمان کیے ہوئے ہیں۔

شرائط مجتہد: شاہ ولی اللہ اجتہاد کے دروازے مسدود ہونے کے قائل تو نہیں لیکن اس بات کے قائل ضرور ہیں کہ ہر کوئی مقام اجتہاد حاصل نہیں کر سکتا۔مجتہد کے لیے ضروری شرائط بتاتے ہوئے شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ مجتہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن، سنت اور اس کے متعلقہ احکام سمیت اجماع قیاس کے تمام شرائط سے آگاہ ہو۔اس کے علاوہ ان تمام اصولوں سے باخبر ہو جس سے اجتہاد کیا جاتا ہے جیسے عربی زبان سے واقف ہو، ناسخ و منسوخ آیات کا عالم ہو، علم رجال پر دسترسی ہو۔کلام اور فقہ میں فیصلہ ساز فرد ہو۔امام غزالیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إنما يحصل الاجتهاد في زماننا بممارسة الفقه[13]

ہمارے دور میں اجتہاد فقہ کے ساتھ گہری ہم آہنگی سے وابستہ ہے۔

امام بغوی کا قول نقل کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ مجتہد کے لئے پانچ قسم کے علوم سے متصف ہونا ضروری ہے:

1۔علم کتاب الله عز و جل۔اللہ کی کتاب(قرآن مجید)کا علم

2۔وعلم سنة رسول الله صلى الله عليه و سلم ۔سنت رسول اللہ ﷺ کا علم

3۔أقاويل علماء السلف من أجماعهم واختلافهم ۔گذشتہ علماء کے اجماع اور اختلاف کے اقوال کا علم

CC BY

4۔علم اللغة وعلم القياس وهو طريق استنباط الحكم من الكتاب والسنة ۔علم لغت و علم قیاس جس کے ذریعے قرآن و سنت سے حکم استنباط کر سکے۔

5۔إذا لم يجده صريحا في نص كتاب أو سنة أو إجماع فيجب أن يعلم من علم الكتاب الناسخ أو المنسوخ والمجمل والمفصل والخاص والعام والمحكم والمتشابه ۔۔۔جب کتاب و سنت و اجماع سے صریح نص نہ ملے تو ضروری ہے کہ قرآن ناسخ و منسوخ، مجمل و مفصل، خاص و عام، محکم و متشابہ وغیرہ کا علم ہو۔

یہ وہی عمومی شرائط ہیں جو ایک مجتہد کے اندر ہونا ضروری ہے۔ یہ تمام حاصل ہو جائے اور ہوس پرستی اور بدعت سے اجتناب کرے، تقویٰ الٰہی اختیار کرے، کبائر گناہوں سے بچے رہے، صغائر گناہوں پر اصرار نہ کرے جاز له أن يتقلد پھر اس کے لئے اجتہاد کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر وہ ان تمام شرائط سے متصف نہ ہو تو ضروری ہے کہ کسی مجتہد کی تقلید کرے۔

اجتہاد کی قسمیں: مجتہد مطلق کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مجتہد مستقل اور 2۔ مجتہد منتسب

مجتہد مستقل تین خصوصیات کی بنا پر باقی مجتہدین سے ممتاز قرار پاتے ہیں: 1۔ مجتہد مستقل ان اصولوں میں بھی تصرف کر سکتے ہیں جو اجتہاد کی بنیاد ہے۔ 2۔ جن مسائل شرعیہ کا حکم معلوم ہے ان کے ادلہ کی تہہ تک پہنچنے کے لئے آیات احادیث اور آثار کی تلاش میں اپنی ممکنہ صلاحیتیں بروئے کار لاتا ہے۔ 3۔ ادلہ شرعیہ کے ذریعے ان مسائل کا حل تلاش کرنا جن کا حکم تاحال کسی نے دریافت نہ کیا ہو۔

جبکہ مجتہد منتسب جو اپنے امام کے اصول کو برقرار رکھتے ہوئے دلائل کی تلاش اور مآخذ تک پہنچنے کے لئے ان کے اقوال اور آراء سے مدد لیتا ہے۔ مجتہد منتسب سے کم درجہ رکھنے والا "مجتہد فی المذہب" کہلاتا ہے۔ اس کے بعد مجتہد فی الفتویٰ کا درجہ آتا ہے۔

اختلاف مجتہدین: شاہ ولی اللہؒ نے مجتہدین کے اجتہادی اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے ایک سوال ساخت کیا کہ:

هل كل مجتهد فيها مصيب أو المصيب فيها واحد[14]

تمام مجتہدین اس مسئلہ میں حق پر ہونگے یا ان میں سے صرف ایک؟

شیخ أبو الحسن الاشعري، قاضي أبو بكر، أبو يوسف، محمد بن حسن، ابن شریح، اشاعرۃ اور معتزلہ کے ہاں دونوں درست اور حق پر ہونگے۔ جبکہ ابن سمعانیؒ نے "قواطع الادلۃ فی الاصول" میں لکھا ہے کہ امام شافعیؒ قول ثانی کو اختیار کرتے ہیں۔[15]

ایک ہی مسئلہ میں دونوں اجتہادوں کو درست ماننا اس لیے بھی ممکن نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اصاب فله اجران ومن اخطا فله اجر واحد[16]

CC BY

جس نے حق کو پالیا اس کے لیے دو اجر ہیں اور جس نے خطا کی اس کے لئے ایک اجر ہے۔

اختلاف کی قسمیں: شاہ ولی اللہ نے مجتہدین میں اختلاف کی چار صورتیں ذکر کی ہیں:

أحدها: ما تعين فيه الحق قطعا ويجب أن ينقض خلافه لانه باطل يقينا

ثانيها: ما تعين فيه الحق بغالب الرأي وخلافه باطل ظنا

ثالثها: ما كان كلا طرفي الخلاف مخيرا في بالقطع

رابعها: ما كان كلا طرفي الخلاف مخيرا فيه بغالب الرأي

1۔ کسی مسئلے میں یقینی طور پر حق معین ہو۔ اس صورت میں مخالف کو چھوڑنا واجب ہے کیونکہ وہ یقینی باطل پر ہے۔

2۔ غالب رائے کی مدد سے حق کا تعین ہو جائے۔ اس کی مخالف ظنی طور پر باطل ہو جائے۔

3۔ دونوں پہلوؤں میں یقینی طور پر بااختیار ہو یعنی کسی ایک طرف راجح نہ ہو۔

4۔ دونوں پہلوؤں میں غالب رائے کے ذریعے اختیار دیا گیا ہو۔ [17]

اختلاف کے مقامات: مجتہدین کے اختلاف کے بنیادی چار اسباب ہو سکتے ہیں۔

1۔ ایک مجتہد کو کسی واقعے کے بارے میں ایک حدیث ملی ہو اور دوسرے کو نہ ملی ہو۔

2۔ ہر مجتہد نے ایک حدیث کو دوسری اور ایک اثر کو دوسرے کے ساتھ تطبیق دینے یا ترجیح دینے میں اجتہاد سے کام لیا ہو۔ اور اس اجتہاد کو ایک معین حکم تک پہنچایا جس کی وجہ سے اختلاف رونما ہوا ہو۔

3۔ مجتہد نے مستعمل الفاظ اور محاورات کی تشریح و توضیح اور ان کو مفہوم کے تعین اور ان کی نشاندہی، ارکان و شرائط کی پہچان میں اختلاف کیا ہو۔

4۔ اصولوں میں اختلافات پر فروعی مسائل میں بھی اختلاف ہو گیا ہو۔ [18]

شاہ ولی اللہؒ فقہی مسائل میں اختلافات کا سبب اجتہاد کی وسعت کو قرار دیتے ہیں اور اس پر آثار صحابہ سے استدلال کرتے ہیں اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ خیر القرون کی پیروی سے ہی درست اجتہاد کا تعین ہو جاتا ہے۔

مذاہب اربعہ کی پیروی: شاہ ولی اللہؒ اہلسنت کے چاروں فقہی مسالک میں سے کسی ایک کی پیروی کو ضروری قرار دیتے ہیں اور ان مسالک کو سواد اعظم قرار دیتے ہیں۔ ان مسالک سے خروج کو سواد اعظم سے خارج ہونا تصور کرتے ہیں۔ [19]

تقلید پر ابن حزم کا مسلک: ابن حزم کہتے ہیں:

التقليد حرام ولا يحل لاحد أن يأخذ قول أحد غير رسول الله صلى الله عليه و سلم بلا برهان [20]

OPEN ACCESS
CC BY

کہ تقلید حرام ہے اور کسی کے لئے رسول اللہ ﷺ کے قول کو بغیر دلیل اخذ کرنا جائز نہیں ہے۔

ابن حزم کے اعتراض پر محاکمہ: شاہ ولی اللہؒ نے ابن حزم کے رائے پر یوں محاکمہ کیا کہ (1) ابن حزم کے تقلید حرام ہونے کے قول سے مراد ہے مجتہد کا ایک دوسرے کی تقلید کرنا حرام ہے۔ (2) ایسے فرد کے لئے ہے جو کسی فقیہ کی تقلید اس نیت سے کرتا ہے کہ اس کی تقلید کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ (3) ایسے فرد کے لئے ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ ایک مسلک کے امام کو چھوڑ کر دوسرے مسلک کے امام کی تقلید جائز نہیں اور اپنے مسلک کے امام کے پاس اجتہاد کا مکمل حق ہے۔

مجتہد کے درجے: شاہ ولی اللہ کے نزدیک اہل سنت کے چار فقہی مسالک کو اختیار کرنے میں چار درجے ہیں۔

1۔ مجتہد مطلق: جس کی طرف فقہی مسلک منسوب ہے۔

2۔ مجتہد فی المذہب: دوسرے مسائل کی تخریج کرنے والے کا مرتبہ۔

3۔ متبحر فی المذہب: یہ اپنے مسلک کا حافظ ہے اس کی جزئیات اور اصول پر پوری درسترسی رکھتا ہے۔ اپنے حفظ اور مہارت کی مدد سے اپنے ائمہ کے مسلک کے مطابق فتوے دیتا ہے۔

4۔ محض تقلید: وہ مقلد جو اپنے مسلک کے علماء سے فتویٰ لے کر ان پر عمل کرتا ہے۔ عام آدمی کا یہی مسلک ہے چنانچہ البحر الرائق میں ہے:

لان العامي يجب عليه تقليد العالم إذا كان يعتمد على فتواه فكان معذورا فيما صنع وان كان المفتي مخطئا فيما أفتى (21)

عام آدمی پر جب مجتہد کے فتویٰ پر اعتماد کرے تو تقلید کرنا واجب ہے اگرچہ مفتی اپنے فتوے میں غلطی پر ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح امام نووی کہتے ہیں:

الذي يقتضيه الدليل أنه لا يلزمه التمذهب بمذهب بل يستفتي من شاء لكن من غير تلقط للرخص (22)

دلیل تقاضا کرتی ہے کہ عام آدمی کسی خاص مذہب کو اپنے لئے لازمی قرار نہ دے بلکہ جس سے چاہے رخصت تلاش کئے بغیر فتویٰ دریافت کرے۔

تقلید میں میانہ روی: شاہ ولی اللہؒ آخری باب میں اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ چاروں مسالک اہل سنت کے فقہاء (ائمہ اربعہ) نے اپنے مقلدین کو اس بات کی وصیت کی ہے کہ تقلید میں میانہ روی اختیار کی جائے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ نے کسی سے فرمایا:

CC BY

لا تقلدني ولا تقلدن مالكا ولا الاوزاعي ولا النخعي ولا غيرهم وخذ الاحكام من حيث أخذوا من الكتاب والسنة(23)

نہ میری تقلید کرو نہ مالک کی نہ اوزاعی نہ نخعی اور نہ کسی اور کی۔ کتاب و سنت سے احکام حاصل کرو جہاں سے انہوں نے حاصل کیا۔

افراط و تفریط کیے بغیر اس انداز میں تقلید کیا جائے کہ ادلہ شرعیہ تک مقلد کی رسائی ہو سکے۔

مقلد کی اقسام: مقلد دو طرح کے ہوتے ہیں:

1۔ عام عوام: یہ محض اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں۔

2۔ مقام اجتہاد پر فائز لوگ: یہ لوگ اپنے امام کی تقلید تو نہیں کرتے لیکن انکی اجتہادی طریقوں میں پیروی کرتے ہیں۔

CC BY

نتیجۃ البحث:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلَوْلا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِى ٱلدِّينِ[24] (ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے، تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں۔) اجتہاد ایک ایسا گہرا سمندر ہے کہ جس میں اترنے کی صلاحیت ہر کسی میں نہیں ہوتی دنیائے اسلام کا ہر فرد استنباط حکم کی صلاحیت نہیں رکھتا اور نہ ہی قرآن، سنت اور وہ علوم جو ایک مجتہد کے لئے ضروری ہے ماہر نہیں ہو سکتا۔ لہذا باصلاحیت اور علوم وفیوض الہیہ سے باشناس افراد کا اجتہاد کے سمندر میں غوطہ زن ہونا ضروری ہے تاکہ وہ احکام شرعیہ فرعیہ کو استنباط کر کے عام عوام تک فقہی احکام پہنچا سکے۔ شاہ ولی اللہؒ نے اجتہاد کی ضرورت اور مجتہد کے اقسام اور اس کے لئے شرائط کو ذکر کیا اور بعد ازاں مقلد کے لئے بھی شرائط بیان کیے کہ ایک مقلد کو افراط و تفریط سے اجتناب کرنا چاہیے۔ شاہ ولی اللہؒ نے اجتہاد و تقلید پر سیر حاصل بحث کی ہے لیکن شاہ صاحب اہلسنت کے چار فقہی مسالک کے علاوہ دیگر مسالک کے متعلق سخت موقف رکھتے ہیں۔

سفارشات:

1۔ شاہ ولی اللہؒ کی کتاب "عقد الجید" پر سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ لینے سے معلوم ہوا کہ اس پر کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ وجہ تسمیہ کا ذکر کہیں بھی نظر نہیں آیا۔

2۔ اس کتاب کا اسلوب ایسا ہے کہ اپنے موقف کے اثبات کے لئے دوسرے کے نظریات پر نشتر بازی نہیں کی گئی بلکہ اختلاف رائے کا احترام کیا گیا ہے لہذا یہ روش اور اسلوب قابل تقلید ہے۔

3۔ علماء و دانشور، مصنفین و مؤلفین کے لئے شاہ ولی اللہؒ کا اسلوب و روش اپنی تحریروں میں اپنانا چاہئے۔

CC BY

حوالہ جات

1۔ احمد بن عبد الرحیم المعروف شاہ ولی اللہ دھلوی، الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف،، تحقیق عبد الفتاح ابوغدہ (دار النفائس بیروت، 1406ھ)8

2۔ نفس مصدر: 11

3۔ عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، (مکتبہ قدوسیہ جولائی 1999ء)541

4۔ نفس مصدر: 132

5۔ احمد بن عبد الرحیم المعروف شاہ ولی اللہ دھلوی، عقد الجید في أحکام الاجتهاد والتقلید، (المطبعة السلفية–القاهرة 1385ھ)،3

6۔ احمد بن عبد الرحیم المعروف شاہ ولی اللہ دھلوی، عقد الجید فی احکام الاجتھاد والتقلید، ترجمہ ڈاکٹر محمد میاں صدیقی، (شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، طبع اول اپریل 2000ء) ص6،5

7۔ سلک مروارید کا عدد 1309ھ بنتا ہے جس کو نانوتوی صاحب میں مصرع میں ضم کیا ہے۔

8۔ محمد ایوب قادری، مولانا محمد احسن نانوتوی، ایم اے جاوید پریس کراچی، 1966ء

9۔ احمد بن عبد الرحیم، عقد الجید في أحکام الاجتهاد والتقلید، 3

10۔ نفس مصدر: 3

11۔ شیخ محمد رضا المظفر، اصول الفقہ، (مؤسسۃ النشر الاسلامی قم، 1423ھ)، 2: 261

12۔ احمد بن عبد الرحیم، عقد الجید في أحکام الاجتهاد والتقلید، 3

13۔ نفس مصدر: 3

14۔ نفس مصدر: 5

15۔ ابو المظفر منصور بن محمد المروزی ابن سمعانی، قواطع الادلۃ فی الاصول، (دار الکتب العلمیہ بیروت، ط1999) 2:309

16۔ محمد ناصر الدین البانی، الجامع الصغیر وزیادتہ، (المکتب الاسلامی بیروت، طبع ثالث، 1988ء) 1:147، رقم 493

17۔ احمد بن عبد الرحیم، عقد الجید في أحکام الاجتهاد والتقلید، 7

18۔ نفس مصدر: 8

19۔ نفس مصدر: 13

20۔ ابو محمد علی ابن احمد ابن حزم، النبذ الکافیہ فی احکام اصول الدین، (دار الکتب العلمیہ، بیروت 1405ھ) 71

21۔ سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، (دار الکتاب الاسلامی بیروت س ن) 2: 315

CC BY

22۔ ابوزکریا یحیی بن شرف النووی، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتیین، (المکتب الاسلامی بیروت، 1991ء) 11: 117

23۔ ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد شعرانی، الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر، (دار الکتب العلمیہ بیروت) 1: 359

24۔ القرآن الکریم: 9:122

CC BY